چند غلط فہمیوں کا ازالہ

(مسئلہ نبوت کے بارہ میں
مولوی محمد علی صاحب کے بعض خیالات کا رد)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

جب انسان جلد بازی سے کام لیتا ہے اور بغیر کافی غور کرنے کے ایک بات پر بحث کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ٹھوکر کھاتا ہے اور بجائے راستی کو پانے کے دروغ پر ہاتھ مارتا ہے اور اپنے ساتھ اور بہت سے بے خبروں کو بھی باطل کے عمیق گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے رسالہ "اندرونی اختلافاتِ سلسلہ احمدیہ کے اسباب" پر جو میں نے رسالہ "القول الفصل" لکھا تھا اس کے ایک حصہ کے جواب دینے کی مولوی محمد علی صاحب نے کوشش کی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے بہت سی غلط فہمیوں میں پڑ کر بہت سے اور لوگوں کو بھی حق کے سمجھنے سے روکا ہے اور جلد بازی سے کام لے کر میرے مضمون پر کافی غور کئے بغیر ہی اس کا جواب لکھنے کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ جب آپ کا رسالہ میرے پاس پہنچا اور میں نے اسے پڑھا تو اس کے پڑھتے ہی میں نے معلوم کر لیا کہ بجائے اس کے کہ جناب مولوی صاحب رسالہ "القول الفصل" کو پڑھ کر ان غلطیوں سے متنبہ ہوتے جن میں آپ گرفتار تھے آپ نے اس کے جواب لکھنے کی فکر میں اس رسالہ کی عبارت پر بھی غور نہیں کیا اور چند اور غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے اور القول الفصل کی کسی غلطی کا ازالہ تو کیا کرنا تھا اپنی سمجھ کی بعض غلطیوں کو دور کرنے لگ گئے اور گو بعض وہ اشخاص جنہوں نے رسالہ القول الفصل نہ پڑھا ہو دھوکا کھا جائیں کہ جناب مولوی صاحب نے واقع میں القول الفصل کی کوئی سخت غلطی معلوم کر لی ہے لیکن جو لوگ القول الفصل کے مضمون سے آگاہ ہیں وہ اس رسالہ کو دیکھتے ہی معلوم کر لیں گے کہ مولوی صاحب موصوف نے بجائے القول الفصل کی کسی غلطی کا ازالہ کرنے کے خود ایک غلطی ایجاد کی ہے اور پھر اس کا جواب دینا شروع کر دیا

ہے۔ مگر چونکہ ممکن تھا کہ مولوی صاحب کے رسالہ کو کوئی شخص میرے رسالہ کی تردید خیال کرلیتا اس لئے میں نے اس رسالہ کے پہنچتے ہی اس کے جواب میں ایک رسالہ لکھنا شروع کر دیا۔ لیکن بعد میں مجھے خیال پیدا ہؤا کہ مسئلہ نبوت پر ایک مستقل کتاب لکھ دی جائے تاکہ اپنی جماعت کے لوگ اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور آئندہ ہر رسالہ کے جواب دینے کی ضرورت نہ رہے اور ہر جگہ کے احمدی خودبخود ہر اعتراض کا جواب دینے پر قادر ہو جائیں اور انہیں ایسے ٹریکٹوں کے جواب کے لئے قادیان سے جواب شائع ہونے کی انتظار نہ کرنی پڑے۔ اس لئے میں نے اس رسالہ کو کتاب کی صورت میں تبدیل کر دیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ احمدی جماعت کو واقف کرنے کے علاوہ غیر مبائعین کو سمجھانا بھی اور غیر احمدیوں کے دلوں سے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی جو ان میں ہمارے اعتقادات کی نسبت پھیلائی جاتی ہیں نہایت ضروری ہے اور اتنی بڑی کتاب نہ کثرت سے شائع کی جاسکتی ہے اور نہ ہر ایک شخص اس کو پڑھ سکتا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک ایسے مختصر ٹریکٹ میں مولوی صاحب کی غلط فہمیوں کو ظاہر کر دیا جائے جسے تمام غیر مبائعین اور غیر احمدی بھی آسانی سے پڑھ سکیں اور اس کی اشاعت بھی کثرت سے ہو سکے۔

جناب مولوی صاحب نے اپنے رسالہ کے شروع میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ وہ نیک نیتی سے سب کام کر رہے ہیں اور ہمیں اس بات کے قبول کر لینے سے کوئی چیز مانع نہیں کہ وہ واقع میں نیک نیتی سے ہی سب کام کر رہے ہیں لیکن ہم اس بات کے اظہار سے بھی نہیں رک سکتے کہ نیک نیتی کے ساتھ ساتھ تعصب بھی ضرور شامل ہے کیونکہ گو اس بات کو ہم تسلیم کر سکتے ہیں کہ وہ جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکا نہیں دے رہے لیکن اس بات کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری تحریرات کو ٹھنڈے دل اور اطمینان قلب کے ساتھ پڑھتے ہیں بلکہ اس کے برخلاف ان کی تحریرات کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جوش و غضب سے مجبور ہو کر اپنی رائے سے اختلاف رکھنے والے کی تحریر پر کافی غور نہیں کر سکتے اور اس کے غلط معنی سمجھ کر اپنی غلط فہمی کا ازالہ شروع کر دیتے ہیں اور یہ عادت انسان کے لئے بہت سی ٹھوکروں کا موجب ہو جاتی ہے۔

ہم جناب مولوی صاحب کی اس نصیحت کو بھی قبول کرتے ہیں کہ غلو نہایت بری شئے ہے اور مانتے ہیں کہ غلو بھی[۱] انسان کو ویسا ہی تباہ کر دیتا ہے جیسا کہ کسی کو اس کے درجہ سے گھٹانا۔

لیکن آپ کے اس خیال کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے کہ کسی مصلح کی جماعت اسے اپنے درجہ سے گھٹاتی نہیں اور تاریخ سے ثابت ہے کہ تمام مصلحین کی جماعتوں نے ان کے درجہ کے متعلق غلو سے کام لیا ہے نہ تفریط سے کیونکہ ہمارے سامنے خود ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو اپنے پیشواؤں کے درجہ کو بڑھانے کی بجائے گھٹانے کے عادی ہیں۔ چکڑالوی رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو حجت نہیں قرار دیتے اور جہاں رسولوں کی اطاعت کا حکم آتا ہے اس سے مراد قرآن کریم کو لیتے ہیں اسی طرح خوارج کا گروہ تھا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کو وحی کے علاوہ عام مسلمانوں کا سا درجہ دیتا تھا اور اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ (یوسف: ۴۱، ۶۸) کے مفہوم کو غلط سمجھ کر حق سے دور ہو رہا تھا پھر احادیث سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے منہ پر کہہ دیا کہ آپ عدل سے کام لیں۔ پس یہ بات غلط ہے کہ تفریط سے کسی جماعت نے کام نہیں لیا بلکہ اگر افراط سے کام لیا گیا ہے تو تفریط سے بھی کام لیا گیا ہے۔ پھر ہم اس بات کے اقرار کرنے سے بھی نہیں رک سکتے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کی جماعتوں میں سے ایک جماعت بھی ایسی نہیں ملتی جس کے اکثر افراد اس کی وفات کے ساتھ ہی بگڑ گئے ہوں بلکہ وہ لوگ جو اس کے صحبت یافتہ ہوتے ہیں ان کا بڑا حصہ ہمیشہ حق پر قائم رہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحبت یافتوں کا ایک بڑا حصہ ہمارا ہم خیال ہے پھر یہ بھی بات ہے کہ اگر جناب مولوی صاحب کے مقرر کردہ اصل کو قبول کر لیا جائے تو ہمیں پہلے جماعت احمدیہ کے تمام لوگوں کے عقائد معلوم کرنے ہوں گے۔ اور پھر ان میں سے جس شخص کے عقائد میں حضرت مسیح موعودؑ کا درجہ سب احمدیوں کے عقائد کی نسبت کم ہو اسے قبول کرنا ہوگا کیونکہ اگر اس کے سوا کسی اور عقیدہ کو قبول کیا جائے گا تو ماننا پڑے گا کہ مأموروں کی جماعت میں سے بعض درجہ کو بڑھانے کی بجائے کم بھی کر دیتے ہیں اور یہ بات جناب مولوی صاحب کی تحقیق کے بالکل خلاف ہے پس جو احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے درجہ کو باقی سب احمدیوں کی نسبت گھٹا کر بیان کرتا ہے اسی کا خیال صحیح تسلیم کرنا پڑے گا اور میں ایسے آدمی پیش کر سکتا ہوں جن کے خیال میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ باتیں جو آپ وحی سے نہ کہیں ماننے کے قابل نہیں اور ایسے آدمی بھی پیش کر سکتا ہوں جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ نے چونکہ ہم کو نہ مانا اس لئے بطور سزا ان کی عمر کم کر دی گئی اور ایسے بھی جو کہتے ہیں کہ آپ بلحاظ مأموریت کے جو کچھ فرماتے ہیں درست ہے لیکن مأمور بھی بشر ہوتا ہے اور بلحاظ بشریت گناہ میں مبتلا ہو

سکتا ہے چنانچہ ایک غیر مبائع صاحب نے پیسہ اخبار میں ایک خط لکھا ہے اور اس میں قبول کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی نفسانیت سے پاک نہ تھے بلکہ آپ میں بھی ایک حد تک شخصیت پائی جاتی تھی۔ پس اگر اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے تو ان لوگوں کے خیالات کو اصل اور درست قرار دینا ہوگا کیونکہ تفریط تو کوئی جماعت کر ہی نہیں سکتی۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ بعض لوگ افراط کرتے ہیں اور بعض تفریط۔ لیکن ہمیشہ مأمور کی صحبت پانے والا حصہ زیادہ تر حق پر رہتا ہے نہ کہ افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو لوگ حق کو چھوڑتے ہیں خواہ افراط کریں یا تفریط وہ مأمور کی فیض صحبت یافتہ جماعت کا ایک قلیل گروہ ہو سکتے ہیں نہ کثیر ورنہ مأمور پر ناکام جانے کا الزام آتا ہے۔

اس بات کے ظاہر کرنے کے بعد کہ مولوی صاحب کا اس امر سے حجت پکڑنا کہ ہمیشہ کسی مصلح کی جماعت اس کے درجہ میں افراط سے کام لیتی ہے نہ کہ تفریط سے اس لئے ہم حق پر ہیں غلط ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی وہ کونسی غلط فہمیاں ہیں جن کے ازالہ کے لئے انہیں قلم اٹھانی پڑی ہے؟ سو یاد رہے کہ میں نے اپنے رسالہ "القول الفصل" میں لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جزوی نبی ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ آپ گو پہلے اپنے آپ کو جزوی نبی خیال کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے اس عقیدہ کو ترک کر دیا۔ مولوی صاحب نے میرے منشاء کو سمجھنے کے بغیر اپنے رسالہ میں لکھ دیا کہ میاں صاحب کے خیال میں پہلے تو مرزا صاحب جزوی نبی تھے مگر بعد کے الہامات میں آپ کو نبی قرار دیا گیا۔ اور وہ میرا یہ عقیدہ خیال کر کے مجھ سے اس الہام کا مطالبہ کرتے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے لیکن اب نبی بنائے جاتے ہیں۔ (گو وہ خود اس الہام کے پیش کرنے سے قاصر ہیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ کو جزوی نبی کہا گیا ہو) اسی طرح وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے چند عبارات نقل کر کے ثابت کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں کہ آپ کی نبوت سے صرف مکالمہ و مخاطبہ اور امورِ غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا مراد ہے۔ جس سے معلوم ہُوا کہ حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ اپنی نبوت کی ایک ہی تشریح کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہر ایک ایسا انسان جس نے اللہ تعالیٰ کے عنایت کردہ فہم کو ضائع نہ کر دیا ہو سمجھ سکتا ہے کہ ان دونوں باتوں سے مولوی صاحب کا مطلب حاصل نہیں ہوتا اور ان سے میری بات کی تردید نہیں ہوتی۔ کیونکہ نہ تو میں نے کہیں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو پہلے خدا تعالیٰ جزوی

نبی کہتا تھا اور بعد میں اس نے آپ کو نبی بنا دیا اور نہ میں نے یہ لکھا ہے کہ پہلے حضرت مسیح موعودؑ اپنی نسبت یہ لکھتے تھے کہ مجھے کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے اور میری نبوت سے یہی مراد ہے اور بعد میں اس سے بڑھ کر کوئی اور دعویٰ شروع کر دیا۔ بلکہ میں نے اپنے رسالہ "القول الفصل" کے صفحہ ۱۹ پر صاف لکھا ہے کہ:

"میں اس مضمون کے ختم کرنے سے پہلے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر دو زمانے گذرے ہیں۔ ایک تو وہ زمانہ تھا کہ آپ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بناء پر جو اس وقت کے مسلمانوں میں پھیلا ہؤا تھا۔ اپنے آپ کو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنی کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف ایک جزوی نبوت ہے اور بعض دوسرے انبیاءؑ پر جو مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ بھی ایک جزوی فضیلت ہے۔ اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"۔

اب اس عبارت پر غور کرو۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہو گئے یا اس کا یہ مطلب ہے کہ نبی تو ہمیشہ سے آپ کو کہا جاتا تھا اور آپ شروع دعویٰ سے نبی ہی تھے۔ لیکن ایک وقت تک احتیاط انبیاء سے کام لے کر آپ لفظ نبی کی تاویل کر لیا کرتے تھے۔ مگر کیسے تعجب کی بات ہے کہ جناب مولوی صاحب ایسی صاف عبارت کے ہوتے ہوئے لکھتے ہیں "آپ اس حد تک اور بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ بے شک یہی مجددیت والی نبوت ہی اوائل میں حضرت مسیح موعودؑ کو ملی تھی۔ مگر آپ کا خیال ہے کہ کچھ مدت بعد نبوت جزئی کے مرتبہ سے آپ کو ترقی دے کر نبوت تامہ کاملہ کا خلعت پہنایا گیا۔ اور اس کے مقابل میرا یہ دعویٰ ہے کہ نبوت تامہ کاملہ کا خلعت آپ کو کبھی نہیں پہنایا گیا"۔ (صفحہ ۳)

ایک غلطی کا اظہار

اب انصاف پسند طبائع اس بات پر غور کریں کہ میں تو صاف لکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ کے الہامات میں نبی پہلے سے کہا جاتا تھا۔ لیکن عام مسلمانوں کے عقیدہ کے ماتحت آپ اس کی تاویل کر لیتے تھے اور مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے پھر نبی بن گئے۔ کیا القول الفصل کی وہ عبارت جو میں اوپر نقل کر آیا ہوں کسی ایسی زبان میں ہے جسے مولوی محمد علی صاحب سمجھ نہ سکتے تھے۔ القول الفصل کی عبارت صاف ہے۔ اس کے معنی پیچ دار

عبارتوں میں پوشیدہ نہیں ہیں۔ لیکن جہاں غور و فکر کے بغیر ہی جواب دینے کا ارادہ ہو وہاں مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرنے کی طرف توجہ ہو تو کیونکر؟ لیکن اگر جناب مولوی محمد علی صاحب القول الفصل کے صفحہ ۱۹ کو پھر ایک دفعہ پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ میری جس غلطی کا ازالہ انہوں نے کیا ہے وہ درحقیقت ان کی اپنی ہی غلطی تھی اور یہ کہ انہوں نے بجائے میرے خیالات کا جواب دینے کے اپنی ہی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ میرا مذہب ہرگز یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوئے۔ بلکہ میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ شروع دعوے سے ایک سے ہی نبی تھے ہاں پہلے آپ اپنے آپ کو جزوی نبی قرار دیتے تھے اور اپنے الہامات کی تاویل کرتے تھے۔ لیکن بعد میں الہامات میں جب بار بار آپ کو نبی قرار دیا گیا تو آپ نے ان الہامات کی تحریک سے اپنے اس عقیدہ کو بدلا کہ آپ جزوی نبی ہیں نہ کہ آپ کو جزوی نبی سے نبی بنا دیا گیا۔ پھر میں نے حضرت مسیح موعودؑ کا جو حوالہ اس خیال کی تائید میں نقل کیا تھا۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ اس اختلاف کو وفات مسیحؑ کا سا اختلاف قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ میں حضرت مسیحؑ کی نسبت ایک وقت میں حیات کا قائل رہا اور پھر وفات کا۔ اور باوجود اس کے کہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا پھر بھی میں پچھلے مسیحؑ کی دوبارہ آمد کا قائل رہا۔ اب غور کرو کہ جب میں نے اپنی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس حوالہ کو نقل کیا تھا جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کے متعلق اپنی تبدیلی رائے کو حیات و وفات مسیحؑ کے ساتھ مشابہت دی ہے تو میری نسبت یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا تھا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت یہ خیال کرتا ہوں کہ آپ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہو گئے۔ کیا حضرت مسیحؑ ناصری براہین لکھنے کے وقت زندہ تھے اور بعد میں فوت ہو گئے ہیں کہ ہم یہ سمجھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوئے؟ کیا مسیحؑ کی حیات اور اس کے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کی تبدیلی اس طرح نہیں ہوئی کہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم میں حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر تھا اور باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مسیح موعودؑ قرار دیا گیا تھا آپ حضرت مسیحؑ کو زندہ خیال کرتے رہے اور انہی کی آمد کے منتظر رہے۔ اور بعد میں بار بار کے الہامات سے آپ کی توجہ اس طرف ہوئی کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور آپ ہی مسیح موعودؑ ہیں پھر جبکہ آپ اپنی نبوت کے عقیدہ کے متعلق اپنے دو مختلف بیانات کو اسی کے مشابہ قرار دیتے

ہیں تو کیا اس کا یہی مطلب نہیں کہ جس طرح حضرت مسیحؑ براہین لکھنے کے وقت بھی فوت شدہ تھے حضرت مسیح موعودؑ بھی شروع دعویٰ سے نبی تھے اور جس طرح بعد کے الہامات سے آپ کی توجہ اس طرف ہوئی کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں اور آپ ہی مسیح موعودؑ ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں براہین لکھنے کے وقت بھی آپ کو الہاماً بتائی گئی تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو وحی الٰہی میں بار بار نبی اور رسول کے نام سے پکارے جانے سے آپ کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ آپ واقع میں نبی ہیں گو آپ کو مدت سے نبی کہا جاتا تھا۔ پس میری ایسی صاف تحریر اور حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی صاف عبارت کے ہوتے ہوئے ایسے غلط مفہوم کو لوگوں میں پھیلانا جو کسی قیاس کے ذریعہ نہیں بلکہ میرے صاف الفاظ سے رد ہوتا ہے کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ مولوی صاحب موصوف نے انصاف سے کام نہیں لیا اور خود ہی ایک غلطی ایجاد کی ہے۔ اور پھر اس کا ازالہ کرنے لگ گئے ہیں؟

چونکہ ایک غلطی کا نتیجہ دوسری غلطی ہوتی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ مولوی صاحب میرے مضمون کو غلط سمجھ کر اور کئی غلطیوں میں پڑ جاتے۔ چنانچہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف تحریرات اس امر کے ثابت کرنے کے لئے نقل کی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع پانے کا نام نبوت رکھتے رہے ہیں اور ابتدائی تحریروں میں بھی انہی معنوں سے اپنے آپ کو نبی قرار دیتے تھے اور بعد میں بھی انہی معنوں سے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے جس سے ثابت ہؤا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ایک ہی قسم کی رہی ہے۔ لیکن مولوی صاحب کو ان مختلف حوالہ جات کے تلاش کرنے کی ضرورت بھی صرف اسی غلط فہمی سے پیدا ہوئی ہے کہ گویا میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوئے۔ میں تو جیسا کہ پہلے ثابت کر چکا ہوں یہی عقیدہ رکھتا ہوں۔ اور یہی درست ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے اپنی نبوت کا نام جزوی نبوت رکھتے رہے ہیں لیکن بعد میں کثرت سے نبی اور رسول کے لفظ سے اپنے آپ کو پکارا جاتا دیکھ کر آپ نے اپنے نام میں تبدیلی پیدا کی اور معلوم کیا کہ میں جزوی نبی نہیں بلکہ نبی ہوں۔ پس جبکہ آپ ہمیشہ سے نبی ہی تھے تو آپ کی تحریرات میں کوئی ایسا فرق کیوں آتا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آپ پہلے نبی نہ تھے۔ اور جب کہ آپ شروع سے نبی تھے۔ اور جیسے نبی ابتدائی دعویٰ کے وقت تھے ویسے ہی بلحاظ نبوت کے وفات کے وقت تھے۔ تو کیا وجہ تھی کہ آپ آخری عمر میں

اس بات کا اعلان کرتے کہ اب میری نبوت سے مراد امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا نہیں بلکہ اور ہے۔ یہ بات تو دو ہی صورت سے ہو سکتی تھی یا تو اس صورت میں کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی ہوتے بعد میں نبی بنائے جاتے۔ تب ضروری تھا کہ آپ اپنا کوئی نیا کام بتاتے کہ اب میں چونکہ نبی بنایا گیا ہوں مجھے فلاں نیا کام سپرد کیا گیا ہے یا فلاں نیا انعام مجھ پر کیا گیا ہے یا اس صورت میں آپ کی تحریرات میں اختلاف ہونا چاہئے تھا کہ پہلے آپ جن باتوں کے اپنے اندر پائے جانے کے مدعی تھے ان کے سوا نبیوں میں کچھ اور باتیں ہوتی ہیں۔ پس جب آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو ان باتوں کے پائے جانے کا دعویٰ بھی کرنا چاہئے تھا جن سے کوئی شخص نبی ہوتا ہے۔ لیکن جب کہ یہ دونوں خیالات غلط ہیں نہ تو آپ جزوی نبی سے نبی بنائے گئے۔ اور نہ یہ کہ کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع پانے کے سوا نبوت کسی اور چیز کو کہتے ہیں تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں اختلاف کیوں ہوتا؟ افسوس ہے کہ جناب مولوی صاحب نے رسالہ القول الفصل میں وہ عبارات نہ دیکھیں جو صفحہ ۴، ۵، ۶، ۷ پر میں نے لکھی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ جات سے ان کی تصدیق کی ہے جن کا یہ مطلب ہے کہ نبی کہتے ہی اسی کو ہیں جس پر کثرت سے امورغیبیہ ظاہر کئے جائیں اور خدائے تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے نبیوں اور قرآن کریم اور اسلام کی اصطلاح میں ایسے ہی شخص کو نبی کہتے ہیں جس پر کثرت سے امورغیبیہ ظاہر کئے جائیں۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب نے ان صفحات کو غور سے پڑھا ہوتا تو آپ میرے خلاف وہ حوالہ جات کیوں پیش کرتے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور امورغیبیہ پر اطلاع پانے کو اپنے نبی کہلانے کی وجہ بتاتے ہیں؟ کیا اس بات سے میں نے انکار کیا تھا؟ جب کہ میں نے آپ کے نبی ہونے کے ثبوت میں خود آپ ہی کی کتب میں سے یہ ثبوت دیا تھا کہ نبی اسے کہتے ہیں جس پر کثرت سے امورغیبیہ ظاہر کئے جائیں تو مولوی صاحب کے ایسے حوالے نقل کر دینے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ میری نبوت سے مراد کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع پانا ہے؟ کیا پہلے نبیوں کے نبی کہلانے کی کوئی اور وجہ تھی؟ پہلے نبی بھی تو اسی لئے نبی تھے کہ ان پر کثرت سے امورغیبیہ کا اظہار ہوتا تھا جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو

سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)۔

پس اس بات کے ثابت کرنے سے کہ حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ اپنی نبوت کے یہی معنی کرتے رہے کہ آپ کو کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع دی جاتی تھی نبوت کا رد نہیں ہوتا بلکہ نبوت ثابت ہوتی ہے کیونکہ نبوت اسی کا نام ہے اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن : ۲۷-۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ سوائے اپنے رسولوں کے کسی کو غیب پر غلبہ عطاء نہیں فرماتا۔ پس کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع پانے کا یہ مطلب کیونکر نکالا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ضرور نبی تھے غرض کہ جب میں نے القول الفصل میں نبی کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ نبی اسے کہتے ہیں جسے کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع دی جائے اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ نبی ایسے ہی شخص کو کہتے ہیں تو میرے مضمون کے رد کرنے کے لئے ایسی عبارتوں کے نقل کرنے سے کیا فائدہ جن سے یہ ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ اپنے نبی ہونے کے یہ معنی کرتے رہے ہیں کہ آپ کو کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے جب کثرت سے امورغیبیہ پر اطلاع پانے والے کو ہی نبی کہتے ہیں تو ان حوالوں سے تو یہ ثابت ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ سے نبی تھے نہ یہ کہ آپ کبھی بھی نبی نہیں ہوئے۔ وہ حوالے تو میری تائید میں ہیں نہ کہ میرے مخالف۔ ان حوالوں کو پڑھ کر شائد ان لوگوں کو تو دھوکا لگ جائے جنہوں نے القول الفصل کو غور سے نہیں پڑھا لیکن جنہوں نے القول الفصل کا غور سے مطالعہ کیا ہے وہ تو انہیں پڑھ کر حیران ہوتے ہیں کہ مولوی صاحب تردید میں رسالہ لکھ رہے ہیں یا تائید میں؟ کیونکہ جو باتیں وہ میرے مضمون کی تردید میں پیش کرتے ہیں وہ درحقیقت میری تائید میں ہیں۔ اور یہ سب اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے جو میں پہلے بتا آیا ہوں کہ آپ کے خیال میں میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوگئے حالانکہ جیسا کہ میں القول الفصل کی ایک عبارت نقل کرچکا ہوں اس نتیجہ پر وہ بغیر غور کے ہی پہنچ گئے ہیں اور ایک عقیدہ انہوں نے خود ہی ایجاد کیا ہے اور خود ہی اس کی تردید کرنی شروع کر دی ہے میرے رسالہ کا جواب تو وہ اسی طرح دے سکتے ہیں کہ یا تو یہ ثابت کریں کہ امورغیبیہ پر اس کثرت سے اطلاع پانا کہ گویا ان پر ایک غلبہ حاصل ہو جائے اس کا نام

نبوت نہیں بلکہ انبیاءؑ کے نبی کہلانے کی کوئی اور وجہ تھی اور یا یہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اس کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع نہیں دی گئی جس کثرت سے نبی ہونے کے لئے ضروری ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ ایک طرف تو یہ فرماتے ہیں

"اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" (الوصیت صفحہ ۱۳، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱)

اسی طرح فرماتے ہیں "ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے"[۲] (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۱)

اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ "اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں" (نزول المسیح صفحہ ۸۴، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۶۰)

ان تینوں حوالوں کو ملا کر پڑھو تو کیسا صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ نبی خدائے تعالیٰ اور اس کے نبیوں کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں کہ جو کثرت سے امورِ غیبیہ پر اطلاع پائے (اور قرآن کریم بھی فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ کی آیت کے ماتحت ایسے ہی شخص کو نبی کہتا ہے) اور یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اکثر گذشتہ انبیاءؑ کی نسبت امورِ غیبیہ پر بہت زیادہ اطلاع دی گئی ہے جس کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ آپ یقیناً یقیناً بِلا ریب بلحاظ نبوت ویسے ہی نبی ہیں جیسے پہلے انبیاءؑ تھے ہاں بلحاظ خصوصیات کے یہ بات بالکل درست ہے کہ پہلے نبیوں میں سے بعض شریعت لائے لیکن آپ کوئی شریعت نہیں لائے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاءؑ بلا واسطہ نبوت پاتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کے بعد اس کی کوئی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا درجہ آپ کی غلامی میں پایا اور اگر دیکھنے والی آنکھ ہو تو وہ

دیکھے کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی میں نبی بننے والا اپنی شان میں بعض پہلے نبیوں سے بھی افضل ہو سکتا ہے۔

غرضکہ ہر ایک شخص القول الفصل اور مولوی صاحب کے رسالہ کو پڑھ کر بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مولوی صاحب نے القول الفصل کے جواب دینے کی ایک نہایت ناکام کوشش کی ہے اور غلط نتائج نکال کر ان کو رد کرنا شروع کر دیا ہے جیسا کہ بعض غیر مذاہب والوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اسلام پر ایک اعتراض کرتے ہیں پھر مسلمانوں کی طرف سے اس کے جواب اپنے پاس سے بنا کر نقل کرتے ہیں لیکن یہ احتیاط کر لیتے ہیں کہ وہ جواب اصل جواب نہ ہوں بلکہ نہایت بودے ہوں پھر ان جوابات کو رد کر کے دھوکا دیتے ہیں کہ گویا اسلام کی کمزوری انہوں نے ثابت کر دی مگر اس سے اسلام کی کمزوری ثابت نہیں ہوتی بلکہ ان جوابات کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو ان کی اپنی ایجاد تھے۔ مولوی صاحب نے بھی غلط فہمی سے (کیونکہ میں یہ نہیں خیال کر سکتا کہ انہوں نے جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ایسا کیا ہے) میرے مضمون کے پہلے ایک اور معنی کئے ہیں جو میرے لفظوں سے ثابت نہیں اور پھر اس ایجاد کردہ مطلب کو رد کرنا شروع کر دیا ہے حالانکہ جیسا کہ میں اوپر بتا آیا ہوں ان کے جوابات سے القول الفصل کا مضمون رد نہیں ہوتا بلکہ صرف ان خیالات کا رد ہوتا ہے جو مولوی صاحب موصوف نے میری طرف منسوب کئے ہیں اور القول الفصل ابھی اسی طرح بے جواب پڑا ہے جس کا جواب دینا ابھی ان کے ذمہ باقی ہے اور وہ جواب تبھی درست ہو سکتا ہے جبکہ وہ یہ بات ثابت کر دیں کہ نبی کی تعریف وہ نہیں جو میں اوپر کر چکا ہوں اور جو میں نے القول الفصل میں ثابت کی ہے یا یہ کہ وہ تعریف حضرت مسیح موعودؑ پر صادق نہیں آتی اور پھر یہ بھی ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے سوا کسی اور مجدد کی نسبت بھی کبھی یہ لکھا ہے کہ اسے بھی پہلے انبیاءؑ کی طرح کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی تھی لیکن وہ یہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز اس امر کو کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ پس دیگر مجددین کو آپ کے ساتھ شامل کرنا درست نہیں ہم مانتے ہیں کہ ان کو بھی الہام ہوتے تھے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ بعض کو کثرت سے بھی امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی ہوگی۔ لیکن یہ ثابت کرو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جس طرح اپنی نسبت لکھا ہے ان میں سے بھی کسی کی نسبت یہ لکھا ہو کہ اسے اس کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی ہے جس طرح پہلے انبیاءؑ کو۔ پس جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں:

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی ــــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶-۴۰۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے سوا اس امت میں اور کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا اور نہ نبیوں کی سی نبوت کسی کو ملی ہے۔ ہاں جزوی نبوت کے بیشک بعض لوگ مستحق ہوئے۔ لیکن جزوی نبوت در حقیقت کوئی نبوت نہیں بلکہ بعض کمالات نبوت پانے کا نام ہے۔ اور جو شخص صرف رؤیائے صالحہ دیکھ لے۔ اس کی نسبت بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبوت کا ایک جزو اس میں بھی پایا جاتا ہے مگر وہ نبی نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ جب تک حضرت مسیح موعودؑ اپنی نبوت کو جزوی نبوت خیال کرتے رہے۔ آپ اپنے آپ کو نبی نہیں قرار دیتے تھے جیسا کہ تریاق القلوب کے وقت میں آپ نے اپنے آپ کو غیر نبی قرار دے کر مسیحؑ سے اپنے من کل الوجوہ افضل ہونے سے انکار کیا ہے لیکن بعد میں اپنے افضل ہونے کا اس بناء پر کہ آپ کو بار بار نبی کہا گیا ہے بڑے زور سے اعلان کیا ہے۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰ اور ۱۹۰۱ء سے لے کر اس کے بعد جب سے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے افضل ہونے اور اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا ہے کبھی اپنی نبوت کو جزوی یا ناقص نبوت نہیں قرار دیا۔ اور اگر ایسا کیا ہو تو اس کا ثبوت دیا جائے۔ تریاق القلوب تک بے شک آپ اپنے آپ کو جزوی نبی قرار دیتے رہے جو ۱۸۹۹ء میں لکھی گئی اور ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ لیکن ۱۹۰۱ء سے آپ نے اس عقیدہ کو بالکل ترک کر دیا اور حقیقۃ الوحی سے ثابت ہے کہ اس کے ترک کرنے کا باعث انکشاف تام تھا۔ اور وحی الٰہی سے اسطرف توجہ منعطف ہوئی تھی۔ پس آپ کی نبوت کو اب جزوی نبوت نہیں کہا جا سکتا۔

مولوی صاحب نے اسی غلطی میں پڑ کر جو میں نے پہلے بیان کی ہے کچھ سوالات بھی کئے ہیں مثلاً یہ کہ اگر ۱۹۰۲ء میں دعویٰ نبوت کیا ہے تو پھر لَوْ تَقَوَّلَ والی آیت سے کیوں حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ جب مسیح موعودؑ کے دعوے کے باوجود آپ کئی سال تک جزوی نبی رہ سکتے تھے تو بعد میں کیوں آپ کا نبی ہونا ضروری ہوا۔ اسی طرح یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں کہ جو شخص کثرت مکالمہ مخاطبہ سے زیادہ کسی اور نبوت کا دعویٰ

کرے تو اس پر خدا کی لعنت ہو وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہر ایک دانا شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب سوالات اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں جو میں اوپر بتا آیا ہوں۔ اور چونکہ نہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ۱۹۰۲ء سے نبی بنائے گئے ہیں اور نہ یہ کہ نبی کے لئے امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانے کے سوائے کسی اور شئے کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے مجھ پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتے۔ یہ اعتراضات تو آپ کے ایجاد کردہ خیالات پر ہی پڑتے ہیں پس آپ ہی ان کے جواب دینے کی تکلیف کریں۔ میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے جواب دینے کا ذمہ وار ہی نہیں۔

ممکن ہے بعض لوگ حضرت صاحب کا ۱۸۹۹ء کا ایک حوالہ نقل کر دیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کے لئے شریعت جدیدہ کا لانا یا بِلاواسطہ نبوت پانا شرط رکھا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ حوالہ تو ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہے اور یہی تو حوالہ ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ پہلے اپنی نبوت سے کیوں انکار کرتے تھے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عام مسلمانوں کے خیالات کے مطابق خیال کرتے تھے کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ کا لانا یا بِلاواسطہ نبوت پانا شرط ہوتا ہے اور چونکہ آپ میں یہ شرائط نہیں پائی جاتی تھیں اس لئے آپ اپنے الہامات میں نبی کے لفظ کی تاویل کر دیتے تھے۔ لیکن جیسا کہ میں اوپر حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ جات سے ثابت کر آیا ہوں۔ ۱۹۰۱ء سے آپ نے اپنے الہامات سے متنبہ ہو کر اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اور اب نبی کی وہ تعریف بھی جو لوگوں میں مشہور تھی ترک کر دی اور جیسا کہ میں اوپر حوالہ دے چکا ہوں آپ نے صاف لکھ دیا کہ خدا کی اصطلاح میں اور نبیوں کے محاورہ میں نبی کی تعریف صرف یہ ہے کہ کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ اسے حاصل ہو جو امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ پس اس تعریف کو حضرت مسیح موعودؑ نے بعد میں غلط قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ کا لانا یا دوسرے نبی کا تبع نہ ہونا شرط نہیں۔ پس جس تعریف کو حضرت مسیح موعودؑ غلط قرار دیتے ہیں اور جن باتوں کو نبوت کے لئے شرط ہی نہیں قرار دیتے ان سے آپ کی نبوت کے خلاف یا میرے عقیدہ کے خلاف حجت کس طرح پکڑی جا سکتی ہے؟ اور جبکہ خود قرآن کریم بھی فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ والی آیت میں کھلے الفاظ میں اسی خیال کی تائید کرتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۱ء کے بعد ظاہر فرمایا تو پھر تو مؤمن کو شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تریاق القلوب گو اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے لیکن درحقیقت وہ ۱۸۹۹ء کے دسمبر میں تیار ہو چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب کے حوالہ کو ریویو کے حوالہ سے جو جون ۱۹۰۲ء کا ہے منسوخ قرار دیا ہے حالانکہ تاریخ اشاعت کے لحاظ سے تریاق القلوب بعد کی ہے اور ریویو پہلے کا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کا اس عقیدہ کو جو ریویو میں ظاہر فرمایا ہے ناسخ قرار دینا اس کا جو تریاق القلوب میں ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ تریاق القلوب پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ اور جب ہم اس کتاب کو دیکھتے ہیں تو کتاب کے خاتمہ سے صرف بائیس صفحے پہلے لکھا ہؤا ہے کہ آج ۵۔ دسمبر ۱۸۹۹ء کو ہم یہ مضمون لکھ رہے ہیں جس سے صاف ثابت ہے کہ یہ کتاب ۱۸۹۹ء کو لکھی گئی گو شائع ۱۹۰۲ء میں ہوئی (مفصل دیکھو حقیقۃ النبوۃ) پس جناب مولوی صاحب کا تریاق القلوب سے یہ سند پکڑنا کہ وہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے اور اس سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ غیر نبی تھے درست نہیں کیونکہ وہ درحقیقت ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے۔

میں اس جگہ اس بات کا جواب دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے بعض حوالوں سے جو یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو مجازی نبی کہتے ہیں جس سے معلوم ہؤا کہ آپ نبی نہ تھے (اور بتانا چاہتا ہوں کہ) یہ بات بھی ایک غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ مجازی کا لفظ حقیقی کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے خود ہی حقیقی نبی کے یہ معنی کردیئے ہیں کہ جو شریعت جدیدہ لائے پس مجازی کے صرف یہ معنی ہوں گے کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے نہ یہ کہ آپ نبی ہی نہیں۔ آپ نے عوام کو ان کے اپنے عقائد کے مطابق نبوت کا مسئلہ سمجھانے کے لئے جو اصطلاح قرار دی ہے اس کے رو سے آپ حقیقی نبی نہیں بلکہ مجازی نبی ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے نبی کی جو تعریف کی ہے اس کی رو سے آپ نبی ہیں اور خود آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں لکھا ہے کہ "جس کے ہاتھ پر اخبارِ غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۸)

پس قرآن کریم کی نبی کی تعریف کے مطابق تو آپ نبی تھے۔ ہاں عوام کو سمجھانے کے لئے جو آپ نے حقیقی نبی کے یہ معنی کئے ہیں کہ جو شریعت جدیدہ لائے ان معنوں کے مطابق آپ مجازی نبی تھے۔ جس کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔

میں آخر میں طالبان حق سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ پھر القول الفصل اور مولوی صاحب کے غلطی کے اظہار کو پڑھ کر دیکھیں کیونکہ انہیں ان کے دوبارہ پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مولوی صاحب نے اپنی ہی ایجاد کردہ غلطیوں کا ازالہ کیا ہے نہ کہ میرے رسالہ القول الفصل کا۔ اور نبوت کے متعلق بحث ابھی اسی جگہ پر ٹھہری ہوئی ہے۔ جہاں تک القول الفصل کے بعد وہ پہنچ چکی ہے اور مولوی صاحب کے رسالہ نے سوائے اس بات کے ظاہر کرنے کے کہ آپ جس شخص کو غلطی پر سمجھتے ہیں اس کے مضمون کو سمجھنے کے بغیر ہی جواب لکھنے کے عادی ہیں اور کچھ ثابت نہیں کیا اور یہ بات ایسی ہے جس کے ثابت کرنے سے اس کا ثابت نہ کرنا بہتر تھا اور جو لوگ ان دونوں رسالوں کا مقابلہ کرنا چاہیں۔ وہ القول الفصل کے صرف ابتدائی ۲۷ صفحات اور پھر مولوی صاحب کا جواب پڑھ لیں۔ سارا القول الفصل پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ نبوت کی بحث صرف انہی صفحات میں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ طالبان حق مسیح موعودؑ کی نبوت کے مسئلہ پر ایک دفعہ پھر غور کریں گے۔ کیونکہ حق کا انکار انسان کو بہت سی صداقتوں سے محروم کر دیتا ہے اور مؤمن تو کسی صداقت سے محروم رہنا نہیں چاہتا۔ پس میں ہر اس شخص سے جو صداقت معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اپیل کرتا ہوں کہ وہ صرف لفظوں پر نہیں بلکہ حقیقت پر غور کرے۔ اور کچھ نہیں تو صرف اس امر کو ہی دیکھے کہ کس طرح میری مخالفت میں بات سمجھنے سے پہلے ہی جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے جو ثبوت ہے اس بات کا کہ حق میری ہی طرف ہے اور خدا کی قسم کہ حق میری ہی طرف ہے کیونکہ مجھے خود اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رؤیا بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے۔ پس میں آپ کو علیٰ وجہ البصیرت نبی مانتا ہوں نہ ایسا کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے اور نہ ایسا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی اتباع سے باہر تھے بلکہ ایسا کہ آپ کی سب زندگی قرآن کریم کی اتباع میں گزری۔ اور ایسا کہ آپ نے جو کچھ پایا آنحضرت ﷺ کی غلامی میں پایا اور اس سے آپ کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور آپ کا سب سے بڑا درجہ یہی تھا کہ آپ امت محمدیہ میں سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے فرمانبردار تھے۔ میں آخر میں یہ بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ جن لوگوں نے نبوت مسیح موعودؑ کو سمجھنا ہو وہ میری کتاب حقیقۃ النبوۃ ضرور پڑھیں جو غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کو مفت بھیجی جائے گی۔

الراقم خاکسار **مرزا محمود احمد** از قادیان

۱؎ مولوی صاحب اس حدیث کو پیش کر کے جس میں مسلمانوں کے یہودیوں اور عیسائیوں کے مشابہ ہو جانے کی پیشگوئی ہے۔ اشارۃً ہمیں ضالین بھی قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہودی تو غیر احمدی ہیں ضالّ احمدیوں میں ہونے چاہئیں۔ لیکن یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے مشابہ ہونے والا گروہ بھی ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو اپنی رفتار گفتار اور لباس میں عیسائیوں کے مشابہ ہو رہے ہیں اور غیر احمدیوں کو ہی دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے اس شخص کی بات کو چھوڑ کر جو مغضوب علیھم اور ضالّین میں اصلاح کے لئے آیا تھا ہم آپ کی بات کس طرح مان لیں۔

۲؎ بعض شخص اپنی نادانی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ لِكُلٍّ أَنْ يَّصْطَلِحَ کے ماتحت نبی کے جو معنی کر لئے جائیں وہ ماننے کے قابل نہیں بلکہ ماننے کے قابل تو شریعت اسلام کی اصطلاح ہوگی وہ نادان اتنا نہیں خیال کرتے کہ نبی خدا بھیجتا ہے یا کوئی اور۔ پس نبی وہ ہوگا جو خدائے تعالیٰ کی اصطلاح کے مطابق نبی ہو نہ وہ جسے لوگ نبی کہہ دیں اور پھر کیا اسلام خدائے تعالیٰ کے بتائے ہوئے مذہب کے سوا کسی اور شئے کا نام ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ کی اصطلاح کچھ اور ہو اور اسلام کی اصطلاح کچھ اور؟ مرزا محمود احمد۔

۳؎ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس بات کا علم کس طرح ہو کہ کسی کو اس حد تک کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی ہے یا نہیں جو نبی ہونے کے لئے ضروری ہے۔ سو انہیں یاد رہے کہ نبی خدا بناتا ہے نہ کہ انسان۔ جب کسی کے الہامات اس کثرت کو پہنچ جاتے ہیں جس پر وہ کسی کو نبی بناتا ہے تو وہ خود اس کا نام نبی رکھتا ہے ہمیں اس فکر کی کیا ضرورت ہے کہ کثرت سے کیا مراد ہے قلت کو ہم سمجھ سکتے ہیں اور کثرت کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ خود ہی نبی کے نام رکھتا ہے اور خود ہی فیصلہ کرتا ہے کہ اب کوئی شخص نبی کہلا سکتا ہے یا نہیں۔ مرزا محمود احمد۔